Regd No L 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ لاہور

تار کا پتہ:۔ الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

یوم:۔ سہ شنبہ

فی پرچہ ۱۰/

شرح چندہ

سالانہ ۲۴ روپے

ششماہی ۱۳ "

سہ ماہی ۷ "

ماہوار ۲½ "

۲۸ شوال ۱۳۷۱ھ

جلد ۴۰ | ۲۲ وفا ۱۳۳۱ ہش - ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء | نمبر ۱۷۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۹ جولائی (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

ملتان میں گولی چلنے کی تحقیقات

لاہور ۲۱ جولائی۔ آنریبل چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کے مشورے سے حکومت پنجاب نے آنریبل مسٹر جسٹس ایم آر کیانی کو جو لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج ہیں۔ ملتان میں گولی چلنے کے واقعہ کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا ہے۔ توقع ہے کہ آنریبل مسٹر جسٹس ایم۔ آر کیانی جلد ہی تحقیقات شروع کر دیں گے۔

مشرقی بنگال کے قائم مقام گورنر

مسٹر عبد الرحمٰن صدیقی کا تقرر

ڈھاکہ ۲۱ جولائی۔ مسٹر عبد الرحمٰن صدیقی کو مشرقی بنگال کا قائم مقام گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہز ایکسی لنسی ملک فیروز خاں نون اس مہینے کی ۲۸ تاریخ سے تین ماہ کی رخصت پر انگلستان جا رہے ہیں۔ مسٹر عبد الرحمٰن صدیقی غیر منقسم بنگال کی مجلس قانون ساز اور مرکزی اسمبلی کے ممبر تھے نیز آپ مسلم لیگ کی اس جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ جس کی بدولت پاکستان کی مملکت معرض وجود میں آئی۔ اس سے پہلے آپ تحریک خلافت کے ساتھ وابستہ رہے۔ آپ مولانا محمد علی مرحوم کے دست راست تھے۔ آپ ایک بلند پایہ ادیب اور صحافی ہیں۔ آپ عرصہ تک "مارننگ نیوز" کلکتہ کے ایڈیٹر رہے۔

بلوچستان میں فراہمی گندم کی مہم

ڈیڑھ لاکھ من گندم کی حد پوری ہو گئی

کوئٹہ ۲۱ جولائی۔ بلوچستان میں غلہ کی فراہمی کے سلسلے میں ڈیڑھ لاکھ ٹن گیہوں کی جو حد مقرر کی گئی تھی، وہ بڑی حد تک پوری ہو گئی ہے۔ اب تک ایک لاکھ ۳۵ ہزار من گیہوں خریدا جا چکا ہے۔ امید ہے باقی پندرہ ہزار من کی کمی آئندہ چند یوم میں پوری ہو جائیگی۔

پنجاب میں گندم کی فراہمی

لاہور ۲۱ جولائی۔ پنجاب میں فراہمی گندم کی مہم کے سلسلے میں اب تک ایک لاکھ دس ہزار ٹن گندم جمع ہو چکی ہے۔ پروگرام کے مطابق کل ۳ لاکھ ٹن گندم فراہم کی جائیگی۔

تہران میں ڈاکٹر مصدق کے حامیوں اور فوج کے درمیان مزید تصادم

بیس افراد ہلاک اور ایک سو کے قریب زخمی ہوئے۔ مجروحین میں شہنشاہ ایران کے چھوٹے بھائی بھی شامل ہیں

تہران ۲۱ جولائی۔ آج یہاں ڈاکٹر مصدق کے حامیوں اور فوج کے درمیان پھر جھڑپ ہوئی۔ جس میں بیس آدمی ہلاک اور ایک سو کے قریب زخمی ہوئے۔ ڈاکٹر مصدق کے حامیوں نے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر جب پارلیمنٹ کی عمارت میں داخل ہونا چاہا۔ تو فوج کو گولی چلانی پڑی۔ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کی اطلاع کے مطابق شاہ ایران کے چھوٹے بھائی شہزادہ علی رضا بھی بری طرح زخمی ہوئے ہیں۔ مظاہرے کے وقت وہ پارلیمنٹ کی عمارت کے سامنے سے گذر رہے تھے۔ کہ وہ بھی اس ہنگامہ کی زد میں آگئے۔ آج تہران میں کاروبار بالکل بند رہا۔ احتیاط کے طور پر تمام اہم کارخانوں اور سرکاری عمارتوں پر فوج کا پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ فساد سے چند گھنٹے پہلے ڈاکٹر مصدق نے تہران ریڈیو سے اپنے حامیوں کے نام ایک اپیل بھی نشر کی تھی۔ جس میں انہوں نے ان کو مشورہ دیا تھا۔ کہ وہ فساد بند کر دیں۔ کیونکہ شرارت پسند عناصر اور ملک کے دشمن اس موقع سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور اسے ملکی مفادات کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ آج کے ہنگامہ کے سلسلے میں پولیس نے دو سو کے قریب آدمیوں کو گرفتار کیا ہے۔ اس سے قبل اطلاع آئی تھی۔ کہ موجودہ وزیر اعظم قوام السلطنہ نے مستعفی ہونے کی پیشکش کی تھی۔ لیکن شہنشاہ ایران نے اسے منظور نہیں کیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ قوام السلطنہ نے کہا تھا۔ کہ پارلیمنٹ کو توڑ دیا جائے۔ اور نئے انتخابات کرائے جائیں۔ لیکن شہنشاہ نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔

مصر کے نئے وزیر اعظم حسین سری پاشا بھی مستعفی ہو گئے

قاہرہ ۲۱ جولائی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مصر کے نئے وزیر اعظم حسین سری پاشا نے استعفیٰ پیش کر دیا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ شاہ مصر نے ان کا استعفیٰ منظور بھی کیا ہے یا نہیں مستعفی ہونے کی وجہ بھی نہیں بتائی گئی ہے۔ اس بارے میں بہت متضاد خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ انہوں نے آئینی جھگڑے بڑھ جانے کی وجہ سے استعفیٰ دیا ہے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق اخباروں کو اس بارے میں سرکاری یا غیر سرکاری اطلاعات اور دیگر قسم کی افواہیں شائع کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

بستی بخناور میں شیعہ سنی تنازعہ۔ حالات پہلے کی نسبت بہتر ہو گئے

لاہور ۲۰ جولائی۔ ضلع میانوالی میں بستی بخناور کا ایک چھوٹا گاؤں شیعہ سنی جھگڑے کی وجہ سے اہمیت اختیار کر رہا ہے۔ اب تک اس جھگڑے کو نپٹانے کی جتنی بھی کوششیں ہوئیں۔ وہ سب کی سب رائیگاں گئی ہیں۔ پنجاب کے دو وزیروں سید علی حسین شاہ گردیزی اور سردار عبد الحمید دستی نے دونوں جماعتوں کے نمائندوں سے طویل بات چیت کی۔ بکھر سے جو اطلاعات ملی ہیں۔ ان سے پتہ چلا ہے۔ کہ وزیروں کی کوششیں بھی ناکام ہوئی ہیں۔ شیعہ سنی جھگڑا کوئی چالیس سال سے چل رہا ہے۔ اور شیعہ فرقہ کی جانب سے مجلس عزا منعقد کرنے کی جگہ کے سوال پر یہ تازہ ہو جاتا ہے۔ اس سوال پر جھگڑا ۱۹۱۲ء میں ہوا۔ بعد میں ۱۹۲۸ء میں یہ طے پایا تھا۔ کہ شیعہ حضرات بستی کی بجائے قریبی علاقہ میں مجلس عزا منعقد کریں گے۔ لیکن اس سال شیعہ حضرات بستی میں مجلس منعقد کرانا چاہتے ہیں۔ اس پر پھر جھگڑا ہو گیا۔ اور حکام نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ حکومت پنجاب دونوں جماعتوں میں مفاہمت کرانے کی کوشش کر رہی ہے۔ (امروز مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء)

۲۱ جولائی۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے (جو دیر سے موصول ہوئی ہے) کہ اب وہاں حالات درست ہو گئے ہیں۔ شیعوں نے دفعہ ۱۴۴ کے احکام کی خلاف ورزی ترک کر دی ہے۔ اور تمام گرفتار شدگان کو رہا کر دیا گیا ہے۔

مقامی مدیران جرائد سے وزیر مہاجرین کی غیر رسمی ملاقات

لاہور ۲۱ جولائی۔ وزیر اطلاعات و نشریات آنریبل ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے آج شام مقامی مدیران جرائد سے چیمبہ ہاؤس میں ایک غیر رسمی ملاقات کی۔ اس ملاقات میں جس میں تمام مقامی روزناموں کے ایڈیٹر شریک ہوئے۔ حالات حاضرہ سے متعلق متعدد اہم امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔

دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ میں ترمیم کی ہدایت

لاہور ۲۱ جولائی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ نے آج ایک بیان جاری کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ چونکہ مجلس احرار کے رہنماؤں نے حکومت پنجاب کو یقین دلا دیا ہے۔ کہ وہ امن قائم رکھنے میں پورا پورا تعاون کریں گے، اسلئے متعلقہ ڈسٹرکٹ آفیسرز کو ہدایات بھیجی جا رہی ہیں۔ کہ وہ دفعہ ۱۴۴ کے تحت جاری کردہ احکام کو یا تو ختم کر دیں۔ یا ان میں مناسب ترمیم کر دیں۔

ملتان میں حالات بہتر ہو گئے

لاہور ۲۱ جولائی۔ ریڈیو پاکستان کی اطلاع کے مطابق ملتان میں جہاں ہفتہ کے روز فساد ہو گیا تھا۔ اب حالات بہتر ہو گئی ہے۔ آج شام کے سات بجے تک دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ اگرچہ کشیدگی میں کافی کمی ہے۔ لیکن حالات ابھی پوری طرح معمول پر نہیں آئے ہیں۔ وزیر بحالیات آنریبل شیخ فضل الٰہی پراچہ نے جنہیں وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ نے حالات کا جائزہ لینے کے لئے ملتان بھیجا تھا۔ وہاں سے واپس آکر ۳ [illegible] وزیر اعلیٰ کو رپورٹ دی ہے کہ اب وہاں صورت حال پوری طرح قابو میں ہے (ریڈیو پاکستان)

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس لاہور میں طبع کرا کر ۳ میکلگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

بقیہ صفحہ ۳

فرمان مصطفےٰ صلعم

لا نبی بعدی

(شرح فرمان عالی)

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

(علامہ اقبال مرحوم)

اس عبارت میں جو شعر درج ہے۔ اور جسکو علامہ اقبال مرحوم کی منسوب کیا گیا ہے۔ یہ شعر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور درثمین فارسی ایڈیشن حالی بکڈپو لاہور کے صفحہ ۲۰۲ پر موجود ہے۔ چند اشعار اور بھی ملاحظہ ہوں۔

آں کہ لے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

وہ رسول جس کا نام محمد ہے اس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔

مہر او باشیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

اس کی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ ہمارے بدن میں داخل ہوئی۔ وہ جان بن گئی۔ اور جان کے ساتھ ہی باہر نکلے گی۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

وہ خیر الرسل اور خیر الانام ہے۔ اور ہر قسم کی نبوت کی تکمیل اسپر ہوگئی

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

جو بھی پانی ہے وہ ہم اسی سے لیکر پیتے ہیں اور جو بھی سیراب ہے وہ اسی سے سیراب ہوا ہے

آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

جو وحی والہام ہم پر نازل ہوتا ہے۔ وہ ہماری طرف سے نہیں وہیں سے آتا ہے

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

ہم ہر روشنی اور ہر کمال اسی سے حاصل کرتے ہیں۔ محبوب ازلی کا وصل بغیر اس کے توسط کے ناممکن ہے

اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

اس کی ہر بات کی پیروی ہماری فطرت میں ہے اور جو بھی اس سے ثابت ہو وہ ہمارا ایمان ہے

از ملائک وز خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد

فرشتوں اور قیامت کے حالات کے متعلق جو کچھ اس رب العباد کے پیغمبر نے فرمایا

آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است

سب در اصل خدائے واحد کی طرف سے ہی ہے۔ اور اس کا منکر لعنت کا مستحق ہے

اب تو امید ہے کہ ان لوگوں کو جنہیں احراری اور مودودیے اور میاں اختر علی خان بہکانے کی کوشش کرتے ہیں یقین آجانا چاہیئے کہ

احمدی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بفضل خدا خاتم النبیین مانتے ہیں

چوہدری ظفر اللہ خان کے خطوط

"زمیندار" نے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے چار خطوط شائع کئے ہیں۔ اور چوہدری صاحب موصوف پر بعض الزامات لگائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حکومت پاکستان کی تنخواہ لے کر اپنے احمدی احباب سے ملتے رہے ہیں۔ حالانکہ ان تمام خطوط کی تاریخیں حسب ذیل ہیں۔

۲۹ ستمبر ۱۹۴۷ء۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء۔ ۲۱ نومبر ۱۹۴۷ء

اور چوہدری صاحب موصوف غالباً ۲۷ دسمبر ۱۹۴۷ء کو وزیر خارجہ مقرر ہوئے تھے۔ آپ یو۔ این۔ او میں۔ ہرگز بطور وزیر خارجہ نہیں گئے تھے۔ اور نہ ہی پاکستان کی حکومت سے تنخواہ لیتے تھے۔ ہو نہیں سکتا کہ "زمیندار" کے مسئول کو اس بات کا علم نہ ہو۔ کیا یہ دیانت کے خلاف نہیں ہے کہ بھولے بھالے عوام کو اس طرح دھوکہ دیا جائے۔

دوسرے یہ تمام خطوط چوہدری صاحب نے اپنے ایک عزیز دوست کے نام لکھے تھے۔ اور ایسے وقت میں لکھے تھے۔ جبکہ پنجاب تقسیم کی وجہ سے سخت مصائب میں سے گذر رہا تھا۔ ایسے وقت میں اپنے ایک عزیز دوست کو خط لکھتے ہوئے قادیان کا ذکر کرنا جہاں ان کا اپنا مکان بھی تھا۔ اور عزیز و اقارب بھی مقیم تھے ایک قدرتی بات تھی۔ ایسے پرائیویٹ خطوط پر اعتراض کرنا صرف زمیندار جیسے اخبارات ہی کا کام ہے۔

یہ اعتراض بھی عجیب ہے کہ چوہدری صاحب موصوف اس دوران میں جماعت ہائے احمدیہ سے کیوں ملتے رہے۔ جہاں دوسرے لوگ ان ممالک میں جا کر فضولیات میں تضیع اوقات کرتے ہیں اگر چوہدری صاحب اپنے فرصت کے اوقات دینی مصروفیات میں صرف کرتے تھے تو یہ انکی خوبی ہے نہ کہ عیب۔

"زمیندار" نے ایک یہ بھی جھوٹا الزام لگایا تھا کہ آپ نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے حکم کو حکومت پاکستان کے حکم پر ترجیح دی۔ حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے۔ آپنے اپنے خط مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۴۷ء میں صرف یہ لکھا ہے کہ "حضرت صاحب کا ارشاد موصول ہوا ہے کہ میں کام ختم ہوتے ہی فوراً واپس پہنچوں"۔

زمیندار بتائے کہ اس فقرے سے کہاں یہ نکلتا ہے کہ حکومت پاکستان کا حکم نہ مانو۔ اور اس کا کام چھوڑ چھاڑ کر چلے آؤ۔

ہم حکومت سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ "زمیندار" سے باز پرس کرے۔ کہ اس نے یہ آزاد خطوط کو جماعت احمدیہ کے خلاف منافرت پھیلانے کا بے جا طور پر ذریعہ بنانے کی کیوں کوشش کی ہے؟

غلط اور محرف کئے ہوئے حوالوں کو شائع کرنا جس سے غرض محض اشتعال انگیزی ہو قانوناً ممنوع قرار دیئے جائیں

ان دنوں اخبارات میں جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے ایسے غلط اور محرف کئے ہوئے حوالے کثرت سے شائع کئے جاتے ہیں۔ جن سے مطلب کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ یہ ایک عظیم فتنہ ہے۔ جو محض اشتعال انگیزی کے لئے مخالفین دیدہ دانستہ اٹھا رہے ہیں۔ بلکہ بعض ایسے ٹریکٹ بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ جن میں غلط اور محرف کئے ہوئے حوالے درج کئے جاتے ہیں۔ اور ان کو جماعت احمدیہ یا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کے نام سے شائع کیا جانا ظاہر کیا جاتا ہے۔ پریس کا نام بھی اکثر پر نہیں ہوتا۔

یہ سخت بددیانتی ہے حکومت کو چاہیئے کہ غلط اور محرف کئے ہوئے حوالے شائع کرنے والوں کا تدارک کرے۔ اور کوئی ایسا قانون پاس کرے جو ایسے حوالے شائع کرنے والوں کو سزا کا مستوجب قرار دے سکے۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ مستفسرین کو صحیح حوالے دکھانے کا انتظام کریں۔

سب سے بڑا افسوس یہ ہے کہ مدیران جرائد بھی مخالفین کے ایسے غلط محرف کئے ہوئے حوالے لے کر ان پر زوردار مقالے لکھ مارتے ہیں۔ حالانکہ ان کا فرض ہے کہ جب تک اصل کتاب سے حوالہ نہ پڑھ لیں۔ اس وقت تک اپنے خیالات کا اظہار نہ فرمائیں۔ کیونکہ اس سے ملک میں سوائے منافرت پھیلانے کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

تصحیح

۸ جولائی کے الفضل میں محترمہ امۃ الرشید صاحبہ بنت چوہدری وزیر محمد صاحب کے نکاح ہمراہ محترم میر نور اللہ صاحب تالپور ابن مکرم میر مرید احمد صاحب ٹالپور کے اعلان میں مستری وزیر محمد صاحب کی بجائے چوہدری وزیر محمد صاحب پڑھا جائے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

اعلان تقرر قاضیان

احمدیہ جماعت ضلع گجرات کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے قاضیان ذیل کا تقرر منظور فرمایا ہے

(۱) مولوی ظہور الدین صاحب پلیڈر
(۲) چوہدری احمد الدین صاحب پلیڈر
(۳) بابو محمد یوسف صاحب

(ناظم دار القضاء)

روزنامہ ــــــ الفضل ــــــ لاہور

مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء

وزیر اعلیٰ پنجاب کی تقریر

ذیل میں ہم روزنامہ "امروز" مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء سے ایک خبر شائع کرتے ہیں جو میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کی تقریر پر مشتمل ہے:۔

لاہور ۲۱ جولائی میاں ممتاز دولتانہ نے آج سیالکوٹ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مجلس احرار اور احمدیوں کے تنازعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس مسئلہ کے تین پہلو ہیں۔ اول یہ کہ ختم نبوت مسلمانوں کا جزو ایمان ہے۔ اور اس کے متعلق کوئی شک و شبہ یا دلیل نہیں ہو سکتی۔ دوسرے یہ کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ آئینی نوعیت کا ہے۔ اور اس کا سارے پاکستان سے تعلق ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ کل پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان مجلس دستور ساز کے سامنے پیش کرنا پڑے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تشدد اور مظاہروں کی بجائے اسے غور و فکر اور آئینی طریقوں سے حل کیا جا سکتا۔ اور تیسرا پہلو یہ ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کا یہ قومی اور مذہبی فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں جن میں اقلیتیں مثلاً عیسائی اور دوسرے غیر مسلم بھی شامل ہیں کے جان و مال اور عزت کی حفاظت کریں۔

وزیر اعلےٰ نے بتایا کہ فرقہ وارانہ منافرت کی نشوونما پاکستان کی سلامتی کے لئے تباہ کن ثابت ہوگی۔ انہوں نے اس موقعہ پر حاضرین کو یاد دلایا کہ جب ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ اور انہیں ملک سے نکال دیا گیا۔ تو اس وقت کسی نے مسلمانوں کے ۷۲ مختلف فرقوں میں کوئی تمیز نہیں کی۔ وزیر اعلےٰ نے امن و قانون کی خلاف ورزی کی مذمت کرتے ہوئے بتایا کہ احرار لیڈروں نے انہیں یقین دلایا ہے۔ کہ وہ امن و قانون کو بحال رکھنے کے سلسلے میں مسلم لیگ کی حکومت سے کامل تعاون کریں گے۔

(روزنامہ امروز ۲۲ جولائی)

پہلی بات کے متعلق تو ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ تمام احمدی مسلمان خدا تعالےٰ کے فضل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بصدق دل خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اور کوئی مسلمان احمدی نہیں ہو سکتا جب تک اپنی بیعت میں وہ یہ اقرار نہ کرے۔ دوسری بات اس حد تک واقعی قابل اطمینان ہے کہ پنجاب کے وزیر اعلےٰ نے جو صوبہ مسلم لیگ کے صدر بھی ہیں۔ یہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ کم از کم صوبہ مسلم لیگ کا یہ مقام نہیں ہے۔ کہ احمدیوں کے اقلیت قرار دینے کے مسئلہ پر کسی پہلو سے بھی بحث کرے۔ پنجاب کا صوبہ پاکستان کا ایک نہایت اہم صوبہ ہے۔ اور چونکہ دوسرے صوبوں کی نسبت اس صوبہ میں اس مسئلہ پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے اس لئے اگر پنجاب کی صوبہ مسلم لیگ نے اس کے متعلق کوئی بھی اظہار رائے کیا۔ تو یقیناً اس کے نتیجہ میں یہاں مزید نقصان کا اندیشہ بڑھ جائے گا۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ اب جبکہ صدر صوبہ مسلم لیگ نے مسلم لیگ کے ہی ایک اہم اجتماع کے سامنے صاف صاف بیان کر دیا ہے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دلانے کا مسئلہ کل پاکستان کا ہے۔ تو ہمیں جائز حق ہے۔ کہ ہم مطالبہ کریں۔ کہ اس مسئلہ کو اب ۲۶/۲۷ جولائی کو مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں نہ چھیڑا جائے

اس ضمن میں ہم صدر صوبہ مسلم لیگ اور پنجاب بلکہ تمام پاکستان کے شہریوں کو یقین دلاتے ہیں کہ احمدیوں کی طرف سے نہ تو کبھی پہلے قانون شکنی ہوئی ہے۔ اور نہ انشاء اللہ کبھی آئندہ ہو سکتی ہے۔ ہمارا اولین اصول آئین پسندی ہے۔ اور ہم نے آئین پسندی کی خاطر اپنے حقوق ترک کر کے بھی حکومت کے ساتھ ہمیشہ تعاون کیا ہے۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ تعاون کریں گے۔ ہم دوسروں کے جان و مال کو خواہ وہ کسی مذہب کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اپنے جان و مال سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ ہماری تمام تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔

ایک بات اور بھی یہاں پر واضح کر دینی ضروری ہے کہ احمدی مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان "ختم نبوت" کے اصولی عقیدہ کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے بعض دوسرے مسلمان بھی یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ کے بعد حضرت عیسٰے علیہ السلام نبی اللہ ہی تشریف لائیں گے۔ ہمارا اور ان کا صرف آنے والے کی شخصیت کے تعین میں اختلاف ہے۔ دوسرے مسلمانوں میں سے بعض یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وہی اسرائیلی نبی اللہ تشریف لائیں گے جو آپ کے ظہور سے تقریباً چھ سو سال پہلے ہو چکے ہیں۔ ان کے نزدیک وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور آخری زمانہ میں زمین پر نازل ہوں گے۔ اور اسلام کی اشاعت کریں گے۔

ہم کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہو چکے ہوئے ہیں۔ اس لئے جس نبی اللہ کی آمد کی پیشگوئیاں قرآن و حدیث میں ہیں وہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی میں سے آئے گا۔ اور اس کا نام ابن مریم استعارۃً رکھا گیا ہے۔ کیونکہ آنے والا مسیح علیہ السلام اسرائیلی مسیح علیہ السلام کی طرح جمالی طریق کار اختیار کرے گا۔ نہ کہ جلالی جو نئی شریعت لانے والے انبیاء علیہم السلام مثلاً سیدنا حضرت موسےٰ علیہ السلام یا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق کار ہے۔

یہاں ہم اس بحث میں نہیں جانا چاہتے کہ آیا ہمارا عقیدہ بہتر ہے یا بعض دوسرے علمائے اسلام کا کیونکہ یہ ایک طویل بحث ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ یہ ایک علمی بحث ہے۔ اور اس کا فیصلہ کسی حکومت کے کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اپنا اپنا عقیدہ ہے جس کی اسلام کے کسی بنیادی اصول پر زد نہیں پڑتی۔

اگر بعض دوسرے مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وہی اسرائیلی نبی اللہ تشریف لائیں گے تو احمدی مسلمانوں کا بھی یہ حق ہے کہ وہ ان بعض مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہوئے یہ عقیدہ رکھیں کہ آنے والا ابن مریم علیہ السلام امتی بھی ہوگا اور نبی اللہ بھی۔

صدر صوبہ مسلم لیگ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ

"جب ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا اور انہیں ملک سے نکال دیا گیا۔ تو اس وقت کسی نے مسلمانوں کے ۷۲ مختلف فرقوں میں کوئی تمیز نہیں کی"

یہ بات دراصل اسی اصول کی دانشمندی کی محکم دلیل ہے۔ جس اصول پر مسلم لیگ کی بنیاد ہے۔ یعنی سیاسی لحاظ سے ہر وہ انسان مسلمان سمجھا جائے گا۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اور غیر مسلم اس کو مسلمان سمجھ کر اس سے یکساں سلوک کرتے ہیں۔ احمدی مسلمان خدا تعالےٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور تقسیم میں ان کے ساتھ وہی سلوک ہوا ہے۔ جو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہوا۔

اس لئے ختم نبوت کا سوال جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ حکومت کے فیصلہ کرنے کا ہے ہی نہیں۔ یہ سوال تو مختلف علمائے اسلام کے مختلف مکاتب فکر کا ہے۔ جو اپنی اپنی جگہ تبلیغ سے ہی حل ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر احمدی مسلمانوں سے اس مسئلہ پر اختلاف رکھنے والے علمائے اسلام چاہیں تو نہایت پُرامن طریقہ پر تحریری تبادلہ خیالات فرما سکتے ہیں جو بعد میں حکومت کی تصدیق سے کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے۔ حکومت نہ کوئی فیصلہ کرے اور نہ اپنی رائے ظاہر کرے۔ کیونکہ حکومت کا یہ کام نہیں ہے کہ عقائد کے علمی مباحث میں حکم کا کام دے۔ یہ حق صرف اللہ تعالےٰ کا ہے۔ جس نے قرآن کریم میں صاف صاف فرما دیا ہے کہ

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

یقیناً ہمیں نے قرآن کریم اتارا ہے اور ہمیں اس کے محافظ ہیں۔ یعنی اپنے دین کا حقیقی محافظ اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ وہی دلوں کا بھی مالک ہے۔

ایسے علمی اختلافی مسائل پر ہنگامہ آرائیاں کرنا ملک میں بدامنی پیدا کرنا ہے۔ اور یا اسکے کہ ملک میں انارکی پھیلے۔ اس سے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر احراریوں نے واقعی دل سے یہ عہد کیا ہے۔ کہ وہ آئندہ تشدد سے کام نہیں لیں گے۔ تو ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اس عہد پر قائم رہیں گے اور احمدیوں کے حق تبلیغ میں آئندہ کبھی دخل اندازی نہیں کریں گے۔ اور محرف کر کے حوالے پیش کر کے ملک میں غلط فہمیاں پھیلا کر احمدیوں یا شیعوں یا دوسرے فرقوں کے خلاف منافرت اور اشتعال انگیزی سے باز رہیں گے۔ اور اپنے کمال خطابت کو اسلام اور ملک کی تعمیر کے لئے نہ کہ تخریب کے لئے استعمال کریں گے۔

مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر

"جدید پنجاب" گجرات کے سرورق پر جو چھپتے ہیں حسب ذیل شعر درج ہے:۔

(باقی دیکھیں ص ۲ پر)

کیا قرآن کریم کی آیات کے مفہوم میں اختلاف ناقابلِ برداشت ہوتا ہے؟

(از مکرم مولوی عبدالغفور صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ)

میں بار بار سوچتا ہوں۔ کہ الٰہی اس زمانہ کے لوگوں کی ذہنیت خراب ہے۔ یا فی الواقع ان کو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ کہ جب یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ کوئی شخص جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ کلمہ شہادت پڑھ کر اقرار نہ کرے کہ میں قرآن کریم اور احادیث پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں رہوں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔" تو اس صورت میں ایک دیانتدار خدا کے متعلق کچھ دھندلا سا بھی ایمان رکھنے والا کس طرح بار بار یہ کہنے کی جراُت کر سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتی۔ دنیا میں بہت قسم کے گناہ انسان کرتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے وہ معاف بھی ہو جائیں۔ مگر عمداً خلقِ خدا کو گمراہ کرنا اور حق کو چھپانا ایک ایسا جرم ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ایسا کرنے والا قیامت کے دن اس گناہ کو ایک بھاری بوجھ کی صورت میں اپنی پیٹھ پر لاد کر لا رہا ہوگا۔ کاش ان لوگوں کو کسی طرح قرآن کریم کی اس حقیقت کا علم ہو جائے۔ کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی نبی تسلیم کرنے میں غلطی کھائی۔ تو اس کا حساب اللہ تعالےٰ لے لیگا۔ اور اگر ہم حق پر ہیں۔ تو پھر آپ لوگوں کا حشر کن کے ساتھ ہوگا۔

ہمارے مخالف زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے وہ معنے اور مفہوم بیان نہیں کرتی۔ جو بعض دوسرے مسلمان کہلانے والے کرتے ہیں۔ مگر یہ کیوں کہتے ہیں۔ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی آیات کے مفہوم اور معانی میں امت محمدیہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اس جرم کو امت محمدیہ اتنا بڑا جرم نہیں سمجھتی۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود فرمایا تھا۔ اختلاف امتی رحمۃ۔ کہ امت کا اختلاف بھی رحمت کا باعث ہو جاتا ہے۔ ایک دوست نے مجھے کہا۔ بے شک اختلاف امت کا اچھا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرنا کہ جو باقی مسلمان کہلانے والوں سے الگ ہو۔ تو وہ برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے کہا یہ بے حقیقت سی بات ہے۔ ہمارے خلاف آج کل یہ مخالفت کا طوفان محض اس لئے نہیں۔ کہ ہم ایک آیت کا وہ مفہوم بیان کرتے ہیں۔ جو ان کے نزدیک باقی مسلمان نہیں کرتے بلکہ بعض سیاسی اغراض کے پیش نظر ہے۔ اور وہ مقصد صرف اسی مسئلہ کو سامنے رکھ کر پورا کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ اگر یہ بات درست ہے۔ کہ ہم چونکہ آیت خاتم النبیین کا ایسا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ جو ان کے نزدیک باقی مسلمان نہیں کرتے۔ اس لئے ہم ایسے مجرم بن گئے ہیں۔ کہ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جا کر مسلمانوں سے الگ کر دیئے جانا ضروری ہو۔ تو اس اصل کے ماتحت وفات مسیحؑ کے مسئلہ کو وجہ اقلیت کیوں قرار نہیں دیا گیا تھا۔ کیا یہ بات حق نہیں۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے دنیا کے سامنے وفات مسیحؑ کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے قرآن کریم کی تیس آیات کا وہ مفہوم پیش کیا۔ جو بظاہر باقی مسلمان نہیں کرتے۔ کیا حق و انصاف کا یہ تقاضا نہ تھا۔ کہ اس زمانہ کے علماء سب سے پہلے وفات مسیحؑ کے عقیدہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتے۔ مگر چونکہ ان کو خوب معلوم ہے۔ کہ باوجودیکہ ہم قرآن کریم کی تیس آیات کا مفہوم ان کے نزدیک باقی مسلمانوں کے مفہوم کے خلاف بیان کرکے حضرت عیسیٰؑ کی وفات بیان کرتے ہیں۔ مگر اس مسئلہ سے لوگوں میں آجکل جماعت احمدیہ کے خلاف چونکہ وہ جوش نہیں پھیل سکتا۔ جو ختم نبوت کے مسئلہ کو پیش کرکے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ان تیس آیات کے اختلاف کو تو نظر انداز کر دیا۔ مگر ایک آیت ختم نبوت کے مفہوم پر اس قدر شور برپا کرنا کچھ معنے رکھتا ہے۔

دوسری بات۔ اگر یہ اصل صحیح ہے کہ جو فرقہ کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرتا ہو جو باقی مسلمان نہ کرتے ہوں تو اس کو ایک الگ اقلیت قرار دیکر مسلمانوں سے نکال دینا چاہیئے تو مندرجہ ذیل مسلمان کہلانے والوں کے متعلق کیوں یہی فتوےٰ صادر نہیں کیا جاتا۔ شاید یہ منشاء ہو کہ ابتداء تو یہ ہو جائے۔ پھر آہستہ آہستہ سب کو اسلام سے خارج کرکے ہی سانس لیں گے)

۱۔ مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم الخ۔ کہ نماز سے پہلے وضو کر لینا ضروری ہے۔ اس بات کے تو سب مسلمان قائل ہیں۔ مگر کیا اس کی تفسیر میں شیعہ حضرات باقی تمام مسلمانوں سے اختلاف نہیں رکھتے۔ تمام دنیا کے مسلمان کہتے ہیں۔ وضو کرتے وقت پاؤں دھونے ضروری ہیں۔ مگر شیعہ حضرات کہتے ہیں۔ پاؤں کا مسح کرنا ضروری ہے کیا شیعہ حضرات کو بھی اس اصول کے مطابق علیحدہ اقلیت قرار دے کر مسلمانوں سے الگ کرنے کا فیصلہ دیا جائے گا۔ یا موقعہ کا انتظار کرنا پڑے گا؟

۲۔ قرآن کریم میں حکم ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو۔ ہر مسلمان کہلانے والا اس آیت کریمہ پر ایمان لاتا ہے۔ مگر اس کی تشریح میں چکڑالوی حضرات باقی تمام مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ساری دنیا کے مسلمان اس آیت کریمہ کے حکم کے ماتحت پانچ نمازوں کے قائل ہیں۔ مگر چکڑالوی صرف صبح شام کی نماز کے قائل ہیں۔ کیا ان لوگوں کو بھی علیحدہ اقلیت قرار دے کر مسلمانوں سے خارج کئے جانے کا کوئی پروگرام ہے یا موقعہ کا انتظار ہے؟

۳۔ قرآن کریم اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ کہ قرآن کریم ایک کامل مکمل اور قیامت تک محفوظ رہنے والی آخری کتاب ہے۔ اور تمام دنیا کے مسلمان اسبات پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔ مگر بہائی حضرات تمام مسلمانوں سے اختلاف کرتے ہوئے اسبات کے قائل ہیں کہ قرآن کریم کی شریعت معاذاللہ بہاءاللہ کے ذریعہ منسوخ ہو گئی ہے۔ اور ان کے ذریعہ ایک نئی شریعت نازل کی گئی ہے۔ اور پھر تمام مسلمان کہلانے والے اسبات پر بھی اختلاف رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مظہر اللہ آسکتا ہے۔ حالانکہ کوئی مسلمان اسبات کا قائل نہیں کہ خدا کا دوبارہ اختیار کرکے بندہ پھر آجائے گا۔ کیا ان کی علیحدگی کا مسئلہ بھی زیر غور ہے۔

۴۔ اسی طرح آغاخانی حضرات تمام مسلمانوں سے اختلاف کرتے ہوئے آغاخاں کو ایک ایسا مقام دیتے ہیں۔ جس کی شریعت اسلامیہ کی رو سے اسلام میں قطعاً اجازت نہیں۔ کیا ان لوگوں کو بھی اقلیت قرار دے کر باقی مسلمانوں سے الگ کرنے کی سکیم زیر غور ہے۔

۵۔ اہل حدیث حضرات شریعت اسلامیہ کی رو سے بزرگوں کی قبروں کی عزت کو مردہ پرستی ان کی تقلید کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ اور رفع یدین آمین بالجہر اور بسم اللہ کو اونچی آواز سے پڑھنے۔ شہادت کی انگلی کو التحیات میں اٹھانے کے قائل ہیں۔ مگر حنفی حضرات اس کے قائل نہیں۔ کیا حنفی حضرات بھی اہل حدیث حضرات کو الگ اقلیت قرار دینے کا کوئی منصوبہ سوچ چکے ہیں؟

۶۔ احراری اپنی شریعت کی رو سے قائداعظم کو کافر اعظم قرار دے چکے ہیں حالانکہ باقی مسلمان ان کی قیادت کے قائل تھے۔ اور ہیں کیا مسلم لیگ کے جھنڈے تلے کام کرنے والے سارے مسلمان اپنے محبوب رہنما کو کافر اعظم قرار دینے والی اقلیت کو اسلام سے خارج کرنے کی کوئی تاریخ مقرر کر چکے ہیں ——— جبکہ احرار نے کہا بھی ہے۔

"احرار کا وطن لیگی سرمایہ دار کا پاکستان نہیں

(خطبات احرار صفحہ ۹۹)

احرار اسے پاکستان کو پلید ستان سمجھتے ہیں صفحہ ۸۲

لیگ۔۔۔۔ سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ اسکے اندر غریب کا گھسنا مکھی کا مکڑی کے جال میں پھنسنا ہے صفحہ ۹۲

ہم میں سے وہ غدار ہے جو کسی سرمایہ دار نظام سے مطمئن ہونے کی کوشش کرتا ہے صفحہ ۹۷

لیگ اور کانگرس کی جنگ "سرمایہ دار طبقات کی جنگ ہے۔ اس سے دامن کو بچاؤ" صفحہ ۳۶

انتہا درجہ کے تنگ دل اور متعصب فرقہ پرست تمہیں فرقہ پرست کہیں گے۔ ان کی پرواہ نہ کرو وہ کتوں کو بھونکتا چھوڑ دو۔ کاروانِ احرار کو اپنی منزل کی طرف چلنے دو صفحہ ۹۹

کیا ان ہدایات کی روشنی میں مسلم لیگ احرار کو ایک الگ اقلیت قرار دے کر ان کی خواہش کے مطابق اس جگہ نہ بھیج دے گی۔ جس کو وہ جان دیکر حاصل کرنا چاہتے تھے جیسے انہوں نے کہا تھا

"یاد رکھو آزادیٔ ہند کی مخالفت نہ کرنا۔ بلکہ جان دے کر اسے حاصل کرنا "ہندوستان آزاد" "انقلاب زندہ باد" وہ نغمات شیریں ہیں۔ جس کی وجد آفرینیوں نے مدت سے احرار کی روح کو سرمست سرشار کر رکھا ہے۔"

(خطبات احرار صفحہ ۸۴)

میں سمجھتا ہوں مسلم لیگ کو بہت جلد اس مکھی کو مکڑی کے جالے سے جلد نکال کر اپنے پرانے آقاؤں کے پاس ہند میں بھیج دینا چاہیئے۔ تا ان کو سرور حاصل ہو۔ جس پاکستان پلیدستان سمجھتے تھے۔ اس میں رکھ کر ان کے دماغ کو خراب سے بچانا ضروری ہو ورنہ وہ اس وقت کو جلد لانے کا منصوبہ ہر آن سوچتے رہیں گے۔ جس کے لئے انہوں نے کہا تھا۔

"سرمایہ دار نظام میں گھس کر کامیاب ہونا گیا مشکل ہے۔ باوجود اس کے ہم نے لیگ میں دو دفعہ گھسنے کی کوشش کی۔ تاکہ اس پر قبضہ جمائیں دونوں دفعہ قاعدہ اور قانون بنا دئے گئے تاکہ ہم بیکار ہو جائیں۔ جن کا گمان ہے کہ دوسری جماعتوں پر قبضہ آسان ہے۔ انہیں احرار کی مالی کمزوری کو آگاہ رکھنا چاہیئے۔۔۔۔ احرار کی قوت کو مضبوط نہ بنانا اور احرار کے پلیٹ فارم سے اونچے طبقہ پر قبضہ جمانے کی آرزوؤں کی دل میں پرورش کرنا انتشار دماغ ہے۔۔۔۔ احرار بڑھتی ہوئی قوت ہیں! مگر خام کو پختہ ہونے اور بیج کو تناور درخت ہونے کے لئے ایک مدت درکار ہے۔ اس مدت کو محنت اور ہمت سے کم کیا جا سکتا ہے

(خطبات احرار صفحہ ۹۵-۹۶)

موجودہ زمانہ کے علماء احرار کی نظر میں

(از مکرم محمد عبد الحق صاحب گنج مغل پورہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مولویوں کے متعلق جنہوں نے اپنے اقوال اور افعال سے اپنے آپ کو اسلام کے بدترین دشمن ثابت کر دیا، ایسے الفاظ استعمال فرمائے جن سے اُن کی عادات اور خصائل ظاہر ہوتے تھے۔ تو مخالفین نے بڑا شور برپا کر دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے علماء کو گالیاں دی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ لکھا ان علماء کے متعلق لکھا۔ جو آپ کے متعلق بدزبانی اور ایذا رسانی میں حد سے بڑھ گئے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد موجود ہے کہ:۔

(۱) "ہمارا یہ کلام شریر علماء کے متعلق ہے۔ نیک علماء اس سے مستثنیٰ ہیں"۔ (الہدیٰ صفحہ ۶۹)

(۲) "ہم صالح علماء کی ہتک کرنے اور مہذب شرفاء کے متعلق طعنہ زنی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ خواہ اس قسم کے شریف الطبع لوگ مسلمانوں میں سے ہوں یا مسیحیوں میں سے یا آریوں میں سے"۔ (لجۃ النور صفحہ ۶۷)

پیش کردہ حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ان علماء کو کسی قدر سخت الفاظ میں مخاطب فرمایا جو ان سے بھی بہت زیادہ سخت الفاظ کے مستحق تھے۔ اور خود مسلمان انہیں ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء سے ظاہر ہے لکھا ہے۔

"حضرت علی سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا نام رہ جائے گا۔ اور قرآن کا رسم الخط اس وقت کے مولوی آسمان کے تلے بدترین مخلوق ہوں گے فساد و فتنہ فساد انہیں کی وجہ سے ہوگا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج کل وہی زمانہ آ گیا ہے۔"

(اہلحدیث ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

لیکن باوجود اس کے احرار یہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ بانی جماعت احمدیہ نے علماء کی سخت ہتک کر کے مسلمانوں کی بے حد دل آزاری کی ہے۔ اور اس کی وجہ سے احمدی گشتنی اور گردن زدنی ہیں لیکن کس قدر حیرت کی بات ہے کہ احرار کو بانی احمدیت کا تنکا تو نظر آ گیا۔ لیکن اپنا شہتیر نظر نہ آیا۔ جس قسم کی زبان احرار کے ڈکٹیٹر چوہدری افضل حق نے علماء کے خلاف استعمال کی ہے۔ علماء نے شاید کبھی نہ سنی ہوگی۔ ہم چوہدری افضل حق کی اس قسم کی دُر افشانی کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ چوہدری افضل حق صاحب نے قرآن پاک کی آیات سے غلط استدلال کر کے جب لوگوں کو مرعوب کرنا چاہا۔ تو مولوی بہاء الحق قاسمی امرتسری نے چوہدری افضل حق کو ٹوکا۔ کہ آپ قرآن پاک کو سمجھتے نہیں پھر ان مضامین کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ جواب میں جو کچھ چوہدری صاحب نے کہا۔ وہ حسب ذیل ہے۔ لکھتے ہیں۔

(۱) "اسلام کی نگاہ میں تو ہندوستان کے سارے ہی دریا نے اور اوپر کے طبقے کے لوگ مسرف اور خائن ہیں۔ کس عالم صوفی اور لیڈر نے اپنے خرچ کو اسلامی رکھا ہوا ہے"۔ (اخبار زمزم ۳ مئی ۱۹۴۱ء)

(۲) "یہ لوگ قرآن جیسی پاک تعلیم کو امراء جیسے ناپاک گروہ اور شہنشاہیت کے جواز میں استعمال کرتے رہے"۔ (حوالہ مذکور)

(۳) "ذوقی مسائل میں تو پیروی پیغمبر میں تو غلو لیکن اہم مسائل میں حضور کی زندگی سے دور"۔ (زمزم ۱۹ جولائی ۱۹۴۱ء)

(۴) "وہ باتیں جو رندوں کی محفل میں بطور تفریح کی جاتی تھیں۔ آج وہ باتیں علماء کی صحبتوں میں جائز سمجھی جانے لگی ہیں"۔ (زمزم ۲۷ مئی ۱۹۴۱ء)

کیا علماء کو اس کا اعتراف ہے؟

(۵) "جب حمام میں سب کے سب ننگے ہوں۔ تو کوئی کسی کو طعنہ کیا دے حمام میں ننگا ہونا ہی معیارِ شرافت ہے۔ اب جب ہر مولوی اور صوفی امیرانہ ٹھاٹھ کی جستجو میں ہے۔ تو میں کس سے کہوں کہ اسلام میں طبقات نہیں"۔ (زمزم ۱۱ مئی ۱۹۴۱ء)

تمام علماء میں سے کسی کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔

(۶) "اس زمانہ کے علماء میں سے بہترین آدمی حق کا اخفاء کرتے ہیں۔ اور اپنے استدلال کو قوی بنانے کے لئے آیات کے ایک حصہ کو پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے دلائل کے خلاف حصہ کو نظر انداز فرماتے ہیں۔ یہ ستم ظریفی یہ کہ حوالہ بھی توڑ مروڑ کر انہی آیات کا دیتے ہیں۔ جو آیات مساوات اور برابری کے حق میں ہیں بقیہ ولایت وزوے کہ بکف چراغ دارد"۔ (زمزم ۷ مئی ۱۹۴۱ء)

ان چند حوالجات سے جو بطور نمونہ طویل طویل مضامین سے لئے گئے ہیں ظاہر ہے کہ کوئی سخت سے سخت بات ایسی نہیں جو مفکر احرار نے علماء کے خلاف نہ کہی ہو۔

جو پاکستان کے مخالف تھے

(از روزنامہ مغربی پاکستان - لاہور)

پاکستان کا معرض وجود میں آنا محض خداوند کریم کا خاص کرم اور حضرت قائد اعظم کے خلوص اور ایثار کا نتیجہ ہے۔

حضرت قائد اعظم کی عمر اگر وفا کرتی تو خدا معلوم انہوں نے اس بابرکت خطۂ ارضی کو کس درجہ پروان چڑھانا تھا۔ لیکن آپ نے کٹھن اور مشکل مراحل کو باحسن وجوہ پورا کر دکھایا۔ صرف اب اس کی بقاء اور استحکام کے لئے قومی جدوجہد کی ضرورت ہے جو ہر فرد قوم پر علیحدہ علیحدہ عائد ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں بھی حضرت قائد اعظم نے وقتاً فوقتاً قوم کو متنبہ فرمایا چنانچہ آپ کی تحریر و تقریر کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ نے فرائض منصبی کی ادائیگی سعی پیہم اور محکم یقین رکھنے پر از حد زور دیا ہے۔

حضرت قائد اعظم نے جس وقت تعمیر ملت کا بیڑا اٹھایا تو آپ نے ہر جماعت اور قوم کے ہر فرد کو اس تعمیر ملی میں حصہ لینے کے لئے دعوت دی۔ اللہ کا کرم تھا کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت کے زوال کے بعد سے آج تک قوم نے کبھی اس یکجہتی اور کمال خلوص سے کسی آواز پر اس شدت سے لبیک نہیں کہی تھی۔ جس خوبی اور خوش اسلوبی سے آپ کا ساتھ دیا۔ مگر بدقسمتی سے جہاں اکثریت نے صحیح راہنمائی کی تقلید کی وہاں چند ایک ننگ اسلاف ہستیاں بھی تھیں۔ جنہیں صرف جاہ پرستی کی ہوس نے اندھا کر رکھا تھا۔ اور انہوں نے اپنے ذاتی منافع کو قومی ترقی پر ترجیح دے رکھی تھی۔ چنانچہ یہ لوگ مختلف قیمتوں پر اغیار کے ہاتھوں چند دنیاوی مصلحتوں کے ماتحت بک گئے۔ ان میں بیشتر طبقہ علماء کا تھا۔ ان لوگوں نے مذہب کی آڑ لے کر وہ تخریبی کام کیا کہ شاید اغیار تنہا بل کر اس کو کبھی انجام نہ دے سکتے

دوسال پاکستان کی مخالفت کی گئی۔ بلکہ اس کو ایک ناممکن العمل تخیل قرار دیا۔ اور متحدہ ہندوستان کی کہانی جو کہ ہمسایہ قوم نے اپنے مفاد کی خاطر ان کو رٹائی تھی۔ کو اس قدر اہمیت دی۔ کہ معاذ اللہ۔ اس کو ایک جزو ایمان قرار دے دیا۔ مگر خلوص، ایثار اور نیک نیتی کو اس سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا یہی وجہ تھی۔ کہ یہ لوگ باوجود دولت کو پانی کی طرح بہانے کے پھر بھی ناکام رہے۔

ان میں ایسے بھی ذات شریف تھے جنہوں نے حضرت قائد اعظم کی ذات گرامی پر اس قدر رکیک کمینہ حملے کئے۔ کہ شاید کسی اغیار کے دشمن ترین انسان نے بھی ایسا نہیں کیا ہوگا۔ مگر وہ مرد مجاہد محض اپنی منزل کیلئے محض خدا اور رسول پر بھروسہ رکھتا ہوا بڑھتا گیا نہ کبھی کسی کو کوسا نہ بُرا کہا۔ بلکہ جو جماعت یا فرد آپ کے مدمقابل آیا وہ خود بخود ختم ہو گیا۔

مندرجہ بالا واقعات محض منمناً عرض کئے گئے ہیں۔ ان کی حقیقت پر کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ مگر ہمیں افسوس آنکہ ہے۔ اپنے ارباب بست و کشاد پر جنہوں نے اس قدر فراخدلی کا ثبوت دیا ہے۔ کہ وہ اپنی حد سے تجاوز کر چکی ہے۔ ہر چیز اپنی حد کے اندر رہے تو مناسب رہتی ہے اور جب افراط و تفریط کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ تو باعث نقصان ہوتی ہے

ہماری مراد ان بزرگوں سے ہے۔ جن کو سیاست کی ابجد تک کی خبر نہیں۔ مگر وہ بزعم خود اور بزعم اغیار لیڈر بنا دیئے گئے ہیں۔ ان حضرات نے مسلم لیگ کی اس وقت مخالفت کی جب کہ مسلم لیگ محض اپنی قومی تنظیم کر رہی تھی۔ صرف مخالفت پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ ہر ذلیل سے ذلیل حربہ اس کی تخریب کے لئے استعمال کیا۔ یہاں تک کہ حضرت قائد اعظم کی ذات اقدس صفات پر قاتلانہ حملہ تک کا ارتکاب کیا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو ان بدبختان ازلی کے منہ میں خاک ڈالنی منظور تھی۔ لہذا ان کو منہ کی کھانی پڑی۔

ہمیں یہ لکھتے ہوئے بے حد قلق ہوتا ہے۔ کہ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اب وہی تخریبی عناصر جو پاکستان کا نام سننا گوارا نہ کرتے تھے۔ برسر اقتدار ہو گئے ہیں۔ کیا قوم نے انکو ان کی اس بدکرداری کا یہ صلہ دیا ہے۔ صرف یہی فراخدلی کافی تھی۔ کہ ان سے اس غداری کی بازپرس نہ کی جاتی۔ حالانکہ ہر ترقی یافتہ ملک میں اپنی غداری کے لئے ایسی سزا پاتے ہیں۔ جو دوسروں کے لئے تازیانۂ عبرت ہوتی ہے مگر یہاں خدا جانے ارباب بست و کشاد کی کھوپری کیوں اُلٹی ہے۔ ہمیں ڈر ہے۔ کہ یہ لوگ اس تخریب کو اس وقت بروئے کار لانے میں خدانخواستہ کامیاب نہ ہو جائیں۔ اس کے لئے سی۔ آئی۔ ڈی کی خاص نگرانی کی ضرورت ہے۔ ہر محکمہ میں ایسے عناصر موجود ہیں۔ جو نہایت ذلیل قسم کے مخالف واقع ہوئے ہیں۔ اور اب بھی وہ اپنے خبث باطن کی بنا پر اپنا پرانا رویہ ترک نہیں کرتے .... حکومت کو چاہیئے۔ کہ اس قسم کی تخریبی عناصر کی نہایت سختی سے نگہداشت رکھے۔ اب یہ عناصر "اسلامی جماعتوں" کے لباس میں نمودار ہوں گے کہ اگر کوئی اقتصادی زبوں حالی کا رونا روئے گا۔ تو کوئی شریعت کی آڑ لے گا۔ مقصد کے لئے حکومت کو اس طرف جلد از جلد متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور ترقی اور منصب میں شخصی قابلیت کے علاوہ اس شخص کا سابقہ اعمالنامہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ یہ احتیاط ملی بقا کے لئے از بس ضروری ہے۔

(علی حسن سبزواری بی۔ اے ایل ایل بی وکیل مزنگ لاہور

مغربی پاکستان ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

ظفر اللہ خاں پر اعتراضات محض ایک بہانہ ہے

(ہفت روزہ رفتار زمانہ ۵ جون ۱۹۵۲ء)

آج کل مجلس احرار پاکستان کی طرف سے صوبہ پاک پنجاب، صوبہ سندھ کے شہروں اور قصبات کے علاوہ دارالحکومت کراچی میں عزت مآب وزیر خارجہ پاکستان کے خلاف غداریوں کے الزامات کی تشہیر کی جا رہی ہے اور فرزندان توحید کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے کنارے زعماء احرار ابر بہار کی طرح گرج گرج کر وزیر خارجہ پاکستان کی غداریاں گنواتے ہیں اور عوام سے بہ بانگ بلند وزیر خارجہ مردہ باد کے نعرے لگوا کر حکومت پاکستان کے کانوں تک بڑے زور سے چیخ چیخ کر "غدار کو برطرف کر دو" کی آواز پہنچانے کی مسلسل کوشش کر رہے ہیں لیکن حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ حکومت سنتی ہے کہ اس کا وزیر خارجہ غدار ہے۔ اور ایک منظم جماعت کے لیڈروں کی زبان سے بارہا سن چکی ہے اور سنتی جا رہی ہے لیکن اس کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ہر شہر اور ہر قصبہ میں تبلیغی کانفرنسوں۔ دفاع پاکستان کانفرنسوں اور تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں کے نام پر بڑے بڑے عظیم الشان جلسے منعقد کر کے شعلہ بار تقریروں، نعروں اور قراردادوں کے ذریعہ بار بار حکومت کو مجلس احرار پاکستان متنبہ کر چکی ہے کہ ان کا وزیر خارجہ غدار ہے۔ پھر ترجمان احرار روزنامہ آزاد لاہور اور ہفت روزہ حکومت کراچی تقریباً اپنے ہر اشاعت میں وزیر خارجہ کی غداریوں کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔

حتیٰ کہ اب نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ گوجرانوالہ اور سرگودھا وغیرہ شہروں میں پاکستان کے قدیمی وفادار شہری احراریوں نے حکومت کے وزیر خارجہ کے مصنوعی جنازے کے جلوس نکال کر "ہائے ہائے غدار وزیر خارجہ" "مردہ باد غدار وزیر خارجہ" کے نعروں سے فضائے پاکستان کو مرتعش کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانا شروع کر دیا ہے اور کانفرنسوں کا تو یہ حال ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے گویا پاکستان میں احرار دفاع پاکستان کانفرنس، احرار تبلیغ کانفرنس اور تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا مفہوم میں یہی رہ گیا ہے کہ "وزیر خارجہ مردہ باد" اور "غدار ظفر اللہ کو برطرف کر دو"۔

احرار "تبلیغ اسلام" اور احرار دفاع پاکستان۔ اور احرار تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے الفاظ اور "غدار ظفر اللہ کو برطرف کر دو" اور "غدار وزیر خارجہ مردہ باد" کے الفاظ مترادف مفہوم کے الفاظ معلوم ہونے لگے ہیں۔ لیکن کتنی حیرت اور کتنے تعجب کا مقام ہے کہ مملکت خداداد پاکستان کے لائق ارباب بست و کشاد اور بیدار مغز ارباب حل و عقد کے کانوں تک یہ آواز نہیں پہنچی کہ "اس کا وزیر خارجہ غدار ہے"۔

اگر یہ بلند بانگ ہماری حکومت کے کان سن چکے ہیں تو کیا اسے وزارت خارجہ کے لئے "غدار ظفر اللہ" کی جگہ کوئی "وفادار احراری" نہیں مل سکتا؟ اور اگر حکومت کی نظر میں اس کا وزیر خارجہ غدار نہیں تو غدار غدار کے نعرے لگانے والے غداروں کے منہ میں لگام دینے سے ہماری حکومت کے لئے آخر کونسی چیز مانع ہے؟؟

حضرت قائداعظم کی وفات کے ایک عرصہ بعد احرار زعما کو معلوم ہوا کہ قائداعظم کے مقرر فرمودہ وزیر خارجہ "غدار" ہیں، اور قائداعظم کو کافر اعظم (حیات محمد علی جناح مؤلفہ مولانا رئیس احمد جعفری) کہنے والوں اور پاکستان کو "پلیدستان" (خطبات احرار ص ۸۳) اور مسلم لیگ کو سانپ اور مسٹر جناح (آزاد ۹ نومبر ۴۹ء) کو سنپیرا کہنے والوں اور مسلم لیگ کو ووٹ دینے والوں کو "سؤر" (چمنستان مولانا ظفر علی خاں صاحب ص ۱۶۵) قرار دینے والوں نے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شور مچا دیا کہ وزیر خارجہ "غدار" ہے اس نے گورداسپور کا ضلع غداری سے علیحدہ کروا دیا۔

اس پر جب حکومت نے ایک لمبے عرصہ کے بعد اعلان فرمایا کہ پوری تحقیق کے بعد بڑے وثوق سے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ یہ الزامات بے بنیاد ہیں۔ تو ترجمان احرار روزنامہ آزاد لاہور کے مدیر اور مجلس احرار اسلام کے صدر محترم نے تحریر فرمایا:۔

"احرار زعماء نے مختلف شہروں میں تقریریں فرمائیں اور ان میں بسبیل تذکرہ تقریر کی روانی اور خطابت کے جوش میں سر ظفر اللہ کا نام بھی آتا رہا۔ لیکن اصل مبحث حکومت کی نااہلی اور فانی جماعت تھی نہ کہ ظفر اللہ کی ذات"

(ترجمان احرار آزاد یکم جون ۱۹۵۰ء)

گویا حضرت امیر شریعت اور خطیب احرار شیخ حسام الدین صاحب۔ قائد احرار مولانا محمد علی جالندھری صدر احرار ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری تقریروں کی روانی اور خطابت کے جوش میں بسبیل تذکرہ جگہ بجگہ قریہ بہ قریہ باقاعدہ کانفرنسوں میں جھوٹے الزامات کی تشہیر خلاف شریعت سمجھتے ہیں اور نہ خلاف قانون۔

چنانچہ آجکل پنجاب اور سندھ کے مختلف شہروں اور خود دارالحکومت کراچی میں بسبیل تذکرہ تقریر کی روانی اور خطابت کے جوش میں پھر چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے خلاف "غداریوں" کے "الزام" ابر بہار کی طرح گرج کر نشر کئے جا رہے ہیں۔ ہم ذیل میں ترجمان احرار اخبار آزاد کے مختلف شماروں سے چند اقتباسات نقل کر کے حکومت کو توجہ دلاتے ہیں کہ اب احرار زعماء کا روئے سخن در اصل حکومت پاکستان اور ارباب حکومت کی طرف ہے "ظفر اللہ کا ذکر" تو تقریر کی روانی اور جوش خطابت کا کرشمہ ہے ورنہ اصل بحث تو حکومت پاکستان ہے۔

احراری لیڈروں کے ارشادات

۱۔ ہمارے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خاں نے اسلامی مملکت کے رشتۂ اخوت کو مضبوط کرنے یا انہیں قریب لانے کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کی۔

۲۔ ابھی کل کی بات ہے کہ اسلامی بلاک کے جذبہ سے سرشار ہو کر ممالک اسلامیہ نے برطانوی غلامی کا جوا اتار پھینکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ چنانچہ مصر اور ایران ایک جھرجھری لے کر اٹھے اور برطانوی استعمار سے ٹکرا گئے۔ لیکن ہم دور کھڑے دیکھتے رہے۔

۳۔ ہمارے وزیر خارجہ نے ایران کو اقتصادی بدحالی کا شکار ہوتے دیکھ کر کوئی مؤثر قدم نہ اٹھایا۔

۴۔ ہمیں اعتراض ہے کہ ہماری وزارت خارجہ اطمینان سے سب کچھ دیکھتی رہی اور اس نے خاموش رہ کر برطانوی درندوں کو ایران کی اقتصادی ناکہ بندی کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔

۵۔ یہی صورت حال مصر میں ہوئی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟

۶۔ پاکستان آزاد اور مضبوط خارجہ حکمت عملی اس وقت تک وضع نہیں کر سکتا جب تک کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کی جگہ کسی مسلمان کو (یعنی احراری لیڈر کو!) وزارت خارجہ کا قلمدان سپرد نہیں کیا جاتا۔ (ترجمان احرار اخبار آزاد لاہور۔ ایڈیٹوریل ۵ مئی ۱۹۵۲ء)

دفاع پاکستان احرار کانفرنس کے صدر صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب کے ارشادات:۔

۷۔ جب تک وزارت خارجہ پر سر ظفر اللہ موجود ہے نہ تو کشمیر ہی پاکستان کو مل سکتا ہے اور نہ ہی پاکستان کے تعلقات دوسرے اسلامی ممالک سے درست رہ سکتے ہیں۔

۸۔ سر ظفر اللہ وزیر خارجہ پاکستان برطانیہ اور امریکہ کے اشاروں پر اپنے ملک کی عظمت و وقار کی مٹی پلید کر رہا ہے اور ہمیں پھر انگریز کی غلامی کا طوق پہنانے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔

۹۔ فرزندان توحید کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر نے سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کرو (وغیرہ) کے نعرے لگائے۔

(منقول از ترجمان احرار روزنامہ آزاد لاہور مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۵۲ء)

صدر احرار ماسٹر تاج الدین انصاری صاحب ایڈیٹر روزنامہ آزاد کا ارشاد

۱۰۔ آج ہمیں اپنی تمام تر توجہات محض دفاعی کاموں کی طرف مبذول کر دینی چاہئیں تاکہ ہم کشمیر کی گلپوش وادیوں پر قبضہ کر سکیں۔ مگر کیا کیا جائے ہمارا یہ مسئلہ کچھ ایسے لوگوں کے ہاتھوں پڑا ہے کہ وہ اسے حل کرنے کی بجائے اور الجھا رہے ہیں۔

(آزاد ۱۰ مئی ۱۹۵۲ء)

سر ظفر اللہ خاں جو یورپ میں چھ چھ گھنٹے لمبی تقریر کرنے کا ریکارڈ قائم کر رہے ہیں وہ اسی تقریروں کا پل باندھ کر کشمیر کی قسمت کا فیصلہ کرانا چاہتا ہے۔ آپ نے ان مجاہدین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے وہ مجاہدین اور وہ فوجی لوگ دیوانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے وہ قریب تھا کہ کشمیر پر وہ اپنا قبضہ جما لیتے تو انہیں انگریز کے اشارے پر نہیں ایسے وقت روک دیا گیا جبکہ کشمیر ہمارے قبضہ میں آ رہا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا یہ کیس عمداً (جان بوجھ کر) کھٹائی میں ڈال دیا گیا۔ میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ یہ اس قدر دیر کیوں کی گئی۔ کیا ہم نے ہندوستان کو یہ موقع نہیں دیا ہے کہ وہ اس اثنا میں فوجی اڈے مضبوط بنا لے۔ میں آج پھر کہتا ہوں کہ اگر کشمیر کا معاملہ اسی طرح ظفر اللہ کے ہاتھوں رہا تو کشمیر پاکستان کو ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا۔

(آزاد ۱۰ مئی)

(صدر احرار ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری ایڈیٹر آزاد)

نمبر ۲ پر غور کیجئے "ہمارے وزیر خارجہ" سے بات شروع ہوتی ہے "مصر اور ایران جھرجھری لے کر اٹھے" "لیکن ہم دور کھڑے دیکھتے رہے"

یہ " دور کھڑے دیکھنے والے " ہم " کون ہیں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ " ہم " ہمارے وزیر خارجہ نہیں "دور کھڑے دیکھنے والے کون ہیں؟ ارباب حکومت پاکستان نہیں تو کیا اکیلے وزیر خارجہ چھبر جھبری لے کر مصر اور ایران میں پاکستانی فوجوں کو انگریزوں اور امریکنوں سے لڑنے کے لئے بھیج سکتے ہیں۔ پاکستانی فوجوں کی عنان کس کے ہاتھ میں ہے؟

یہ احرار لیڈروں سے دریافت کر کے پوچھئے کہ اگر پاکستانی جھبر جھبری لے کر مصر اور ایران نہیں گئے تو کیا یہ سر ظفر اللہ خاں کی غداری کا نتیجہ ہے یا احرار بزرگ کا اشارہ " یاروں " کی طرف ہے اور " ہمرا " (بھائی) کا نام لے کر دراصل ٹوسے کسی اور پر بہاتے ہیں۔

۳۔ پر غور کریں کیا ہمارے وزیر خارجہ کے ہاتھ میں پاکستانی خزانوں کی کنجیاں ہیں اور کیا یہ ہمالیہ پہاڑ جتنا احراری جھوٹ نہیں کہ سر ظفر اللہ نے ... ہما کو پچاس لاکھ روپیہ دیا۔

کیا سر ظفر اللہ خاں صرف اپنی مرضی سے کسی کو پاکستانی خزانہ میں سے کچھ بخش سکتے ہیں؟ احرار لیڈروں کو معلوم ہے کہ اس الزام میں ان کے پیش نظر حکومت پاکستان کی مخالفت ہے ورنہ ... ہما کو سر ظفر اللہ نے روپیہ دیا اور نہ ایران کی اقتصادی بدحالی کو دور کرنے کے لئے چودھری ظفر اللہ خانصاحب پاکستانی خزانہ ایران بھیج سکتے ہیں۔

پیراگراف ۷-۸-۹ پر غور کریں۔ تو معلوم ہو گا کہ یہ سب الزامات حکومت پاکستان پر عاید کئے گئے ہیں۔ سر ظفر اللہ کا نام تو جوش خطابت سے تقریر کی روانی میں منہ سے نکل رہا ہے۔

پیراگراف ۱۰ ملاحظہ فرمائیے۔ صدر احرار ترجمان احرار آزاد کے مدیر سردہ بیر فرماتے ہیں " مسئلہ (کشمیر) کچھ ایسے لوگوں کے ہاتھوں پڑا کہ وہ اسے حل کرنے کی بجائے الجھا رہے ہیں " " مسئلہ کشمیر کو " اور الجھانے " والے کون لوگ ہیں۔ کیا یہ لوگ " سر ظفر اللہ خاں ہیں؟ " یہ لوگ " کا اشارہ صاف ظاہر ہے کہ حکومت پاکستان کے ارباب بست وکشاد کی طرف ہی ہے۔

پھر انگریز کے اشارے پر عین فتح کے وقت کشمیر میں لڑائی رکنے کا ذمہ دار کون ہے یہ دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑائی حکومت پاکستان نے شہید پاکستان حضرت قائد ملت

وزیر اعظم کی قیادت میں روکی " ہمارا " یہ کیس کھٹائی میں ڈالنے والا احرار کی نظر میں سر ظفر اللہ نہیں بلکہ ان کا نام لے کر " یاروں " پر ٹوسے بہائے جا رہے ہیں اور حکومت پاکستان کو عوام کی نظروں میں ذلیل کرنے کی سعی ناکام کی جا رہی ہے۔

ہم ناظم اعلیٰ مجلس احرار حضرت مولانا محمد علی جالندھری کے الفاظ میں اپنی حکومت سے عرض کرتے ہیں کہ

" حکومت کیوں سو رہی ہے۔ حکومت کا محکمہ سی آئی ڈی کہاں ہے۔ وہ سیفٹی ایکٹ کہاں ہے جو ملک کی سالمیت کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے "

(آزاد ۵ مئی ۱۹۵۲ء)

احرار زعماء کے مندرجہ بالا ارشادات حکومت پاکستان کی فوری اور سنجیدہ توجہ کے مستحق ہیں۔

سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ

پاکستان متوجہ ہوں

احباب کرام کو مرکز کی ضروریات سے وقتاً فوقتاً مطلع کیا جاتا ہے اور ان کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی جاتی رہی ہے کہ وہ عہدہ داران مال سے تعاون فرما کر چندہ جات لازمی کو جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ مرکز کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے اور جماعتی کام میں روپے کی کمی سے بعض وقت جو جمود طاری ہو جاتا ہے۔ اس کو دور کیا جا سکے۔ امید ہے کہ سیکرٹریان مال اور احباب جماعت اپنے فرائض کو سمجھنے اور ادا کرنے کی پوری پوری کوشش اور سعی فرمائیں گے اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

نظارت بیت المال ربوہ

پتہ مطلوب ہے

میاں عبد الکریم صاحب ولد میاں عبد الجلیل صاحب بھاگلپوری سابق درویش قادیان کا پتہ درکار ہے۔ جو دوست ان کے موجودہ ایڈریس سے آگاہ ہوں وہ نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں یا اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے پتہ سے اطلاع دیں۔

ناظر بیت المال ربوہ

وی پی طلب کرنا

اپنے آپ کو اور سلسلہ کو نقصان پہنچانا ہے۔ بہترین اور محفوظ طریق یہ ہے کہ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھجوائی جائے۔ اس سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔ کیونکہ وی۔ پی طلب کرنے کے لئے پہلے آپ ایک کارڈ یا لفافہ دفتر کو لکھتے ہیں۔ جو دو یا تین دن میں دفتر کو ملتا ہے۔ پھر دفتر ہذا کی طرف سے وی پی بھجوایا جاتا ہے جو آٹھ دس دن میں طلب کنندہ کو پہنچتا ہے۔ طالب کنندہ کو وی پی چھڑا لینے کے بعد تو بعض دفعہ صرف آٹھ دس دن میں رقم دفتر ہذا میں پہنچتی ہے مگر خریدار اسی دن سے پرچہ کا منتظر رہتا ہے کہ جس دن اس نے وی پی چھڑایا تھا۔

بسا اوقات وی پی چھڑائے جانے کے بعد ڈاکخانہ کی دفتری کارروائی یا غفلت میں پھنس جاتا ہے۔ اس لئے دفتر اس لحاظ سے معذور ہوتا ہے۔ کہ اس کے پاس رقم نہیں آئی۔ اور خریدار اس لحاظ سے پریشان ہونے میں ایک حد تک حق بجانب ہوتا ہے کہ وہ ڈاکخانہ کو رقم دے چکا ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ وی۔ پی کا خرچ منی آرڈر کی فیس کے علاوہ مزید پانچ آنہ خریدار کو ادا کرنا پڑتا ہے

پس وی۔ پی منگوانے میں ایک تو اٹھارہ بیس دن کا انتظار کرنا یا بعض صورتوں میں جب کہ وی۔ پی ڈاکخانہ میں پھنس جائے مہینوں کا انتظار، دگنا خرچ اور گمشدگی کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر منی آرڈر میں ایک خریدار چار پانچ دن میں بہت کم خرچ پر پرچہ جاری کرا سکتا ہے۔ آپ قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجواتے ہوئے کوپن پر جو چاہیں لکھ دیجئے۔ رقم ملتے ہی پرچہ جاری کر دیا جائے گا۔ آپ کو انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ نئے خریدار خصوصاً وی پی منگوانے سے اجتناب فرمائیں۔ اور اپنے آپ کو اور دفتر ہذا کو نقصان رقم اور وقت سے محفوظ رکھیں۔

مذہبی اختلاف اور فرقہ وارانہ تعصب کو ہوا دینا پاکستان کی سلامتی کیلئے تباہ کن ہے

دشمن نے تہ تیغ کرتے وقت مسلمانوں کے ۷۲ فرقوں میں کوئی تمیز نہ کی تھی

پسرور میں میاں ممتاز دولتانہ وزیر اعلےٰ پنجاب کا اعلان

پسرور ۲۰ جولائی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ نے آج یہاں سیالکوٹ ضلع مسلم لیگ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مذہبی اختلافات اور فرقہ وارانہ تعصب کو ہوا دینا پاکستان کی سلامتی کے لئے تباہ کن ثابت ہوگا۔ آپ نے یاد دلایا کہ تقسیم کے وقت جب مسلمانوں کو تہ تیغ کیا جا رہا تھا۔ اور انہیں ہندوستان سے باہر دھکیلا جا رہا تھا۔ اس وقت کسی نے مسلمانوں کے ۷۲ فرقوں میں کوئی تمیز نہیں کی تھی، اور سب کو بلا دریغ اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا تھا۔

میاں ممتاز دولتانہ نے کہا کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کے مسئلہ کے تین پہلو ہیں اوّل ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اور اس بارہ میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ دوم۔ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مسئلہ سارے ملک کا اور آئینی نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اور اسے کل پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان دستور ساز اسمبلی ہی حل کر سکتی ہے اس مسئلہ کو پرسکون غور و فکر سے آئینی طریقوں کے ذریعہ حل کرنا چاہیئے۔ مظاہرے کرنے۔ اور اشتعال دلانے یا تشدد کی تحریک کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ سوئم۔ پاکستان کے تمام مسلمانوں کا یہ قومی اور مذہبی فریضہ ہے کہ وہ پاکستان کے تمام باشندوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کریں۔ اور ان میں عیسائی اور دوسرے تمام غیر مسلم فرقے شامل ہیں۔

(آفاق ۲۲ جولائی ۵۲ء)

مسلم لیگ مشرقی پاکستان میں مقبول ترین سیاسی جماعت ہے

ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہی شمار ہونا چاہیئے

اقلیتی امور کے وزیر مسٹر عزیز الدین احمد کا بیان

لاہور۔ ۲۱ جولائی۔ کل یہاں پاکستان کے اقلیتوں کے وزیر مسٹر عزیز الدین احمد نے ایک پریس کانفرنس میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ پاکستان میں اقلیتوں کی کیا تعریف ہے۔ فرمایا پاکستان میں اقلیتوں سے مراد یہاں کی غیر مسلم آبادی ہے اور یہ کہ غیر مسلم کون ہیں۔ سو قبل از تقسیم سے ہی ان کا تعین چلا آ رہا ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہ اب بھی وہی تعین بدستور جاری رہنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا "یقیناً" نیز اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے مزید کہا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ وہ مسلمان ہی شمار ہونا چاہیئے۔

ایک اور سوال کے جواب میں کہ آیا مشرقی پاکستان میں احمدی موجود ہیں۔ وزیر موصوف نے فرمایا وہاں بھی احمدی حضرات ہیں۔ لیکن اس بنا پر وہاں کسی قسم کی کشیدگی نہیں پائی جاتی۔ جب آپ کی توجہ احرار ایجی ٹیشن کی طرف دلائی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ صرف پنجاب کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ اسی طرح متعدد سوالات کے جواب میں آپ نے کہا "احرار، جماعت اسلامی اور آزاد پاکستان پارٹی وغیرہ کا وہاں کوئی وجود نہیں ہے یہ صرف پنجاب کے اپنے مخصوص مسائل ہیں۔ وہاں عوام میں صرف مسلم لیگ ہی مقبول ترین جماعت ہے۔ وہاں کے عوام خوب جانتے ہیں کہ مسلم لیگ نے ہی پاکستان بنایا ہے اور وہی اس کی فلاح و بہبود اور استحکام کی ضامن ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ وہاں ہونے والے انتخابات میں مسلم لیگ بڑی بھاری اکثریت کے ساتھ جیتے گی۔

کیا ملک کو مضبوط بنانے کے یہی لچھن ہیں کہ انتشار آفرینی اور فساد آرائی سے کام لیا جائے

روزنامہ نوائے وقت ۲۲ جولائی میں لکھتا ہے:۔

سرکاری اعلان کے مطابق ملتان میں پولیس کو ایک مشتعل ہجوم پر گولی چلانی پڑی، اس وقت تک چھ اشخاص کی موت کی خبر موصول ہو چکی ہے

یہ سانحہ بڑا المناک ہے، ملک کے ہر بہی خواہ کو یہ خبر پڑھ کر سخت صدمہ پہنچا ہوگا، تشویش میں اضافہ کا موجب وہ خطرناک رجحان ہے۔ جو اس سانحہ کے پس پردہ کارفرما تھا۔ اگر خدانخواستہ اس رجحان کا استیصال نہ کیا جا سکا۔ تو پورے ملک کا امن خطرے میں پڑھ جائے گا،

مقام اطمینان ہے کہ حکومت نے جوڈیشل تحقیقات کا اعلان کر دیا ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ تحقیقات کا کام جلد از جلد مکمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اس سلسلہ میں روائتی تساہل سے احتراز کیا جائے کہ مہینوں تحقیقات ہی ختم نہیں ہو سکی اور تحقیقات ختم ہوئی تو رپورٹ منظر عام پر نہیں آئی۔ ہمارے خیال میں حکومت کو جلد از جلد کارروائی کرنی چاہیئے۔

آخر میں ہم عوام سے بھی ایک بات کہنا چاہتے ہیں۔ اگر خدا انہیں ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچنے کی توفیق عطا فرمائے تو وہ غور کریں کہ اس قسم کے تصادم اور سانحے قوم کو کہاں لے جائیں گے؟ اور اس ملک کا کیا حشر ہوگا؟ ملک کی جو حالت ہے اور ملک اسوقت نازک دور میں سے گذر رہا ہے۔ وہ کس سمجھدار آدمی سے پوشیدہ ہے پھر کیا ملک کو مضبوط بنانے اور داخلی و بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے یہی لچھن ہیں کہ انتشار آفرینی اور فساد آرائی سے کام لیا جائے؟ اور اس پاک سرزمین میں فتنہ پھیلایا جائے؟ وہ ملک جو اندرونی انتشار کا شکار ہو اور جہاں عوام اپنی ہی پولیس سے متصادم ہوں، سوچیئے کہ دوسرے ملکوں کی نگاہوں میں اس ملک کی کیا ساکھ باقی رہ جائیگی؟ خدارا ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچیئے کہ یہ رستہ جس پر ہم بھاگے جا رہے ہیں سیدھا تباہی کی طرف تو نہیں جاتا۔؟

اتحاد اور تنظیم سے ہی ہم اپنی آزادی کی حفاظت کر سکتے ہیں ——— خان قیوم کا انتباہ

نتھیا گلی ۲۰ جولائی۔ مانسہرہ ضلع ہزارہ کے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ خان عبد القیوم خان نے پاکستان کے عوام کو مشورہ دیا کہ وہ اپنا اتحاد اور تنظیم برقرار رکھنے میں پوری احتیاط برتیں۔ کیونکہ ہمارے دشمن اندرونی خلفشار اور اختلافات پیدا کر کے ہمیں تباہ کرنے کی فکر میں ہیں۔

خان عبد القیوم نے کہا کہ ماضی میں اسلامی سلطنتوں کو اندرونی خلفشار ہی نے تباہ کیا مسلمانان پاکستان کو ان تاریخی واقعات و حقائق سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ اور ذاتی جھگڑوں اور رنجشوں اور جھگڑوں میں پڑ کر مصیبتوں سے حاصل کی ہوئی آزادی کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ جب دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت عالم وجود میں آئی تو سامراجی طاقتوں کی جبینوں پر شکنیں پڑ گئیں اور وہ ہمیں ختم کرنے کے لئے ہر قسم کی چالیں چل رہی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مشرقی بنگال میں مسئلہ زبان نے خطرناک صورت اختیار کر لی اور پنجاب اور دوسرے علاقوں میں انتہائی تباہ کن فرقہ وارانہ مسائل نے سر اٹھا لیا ہے ہمیں قائد اعظم کے اصولوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اتحاد اور تنظیم ہی میں ہمارا مستقبل پوشیدہ ہے۔ سرحد کے عوام قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اس سنہری اصول